علیشہ ایوب

سوال نمبر 2

1۔

تعارف:

حضرت عمر فاروقؓ کا نظام حکومت بلا شبہ مثالی اہمیت رکھتا ہے۔ حضرت عمر فاروقؓ کے دور حکومت میں عدل و انصاف کی فراہمی اور ریاستی فلاح کے لیے بے شمار اصلاحات کی گئیں جس کے نتیجے میں عوام الناس تک انصاف سے لے کر روٹی تک ان کے دروازے تک پہنچایا گیا۔ حضرت عمرؓ نے مردم شماری کروائی اور اضلاع میں عدالتیں قائم کیں۔ عمّال اور قاضیوں کی تنخواہیں بڑھائی تاکہ کوئی بھی قاضی رشوت ستانی جیسی برائیوں سے محفوظ رہیں۔ حل طلب مسائل کے لیے مجلس شوریٰ قائم کیا۔ سیدنا علیؓ، سیدنا عثمان غنیؓ، سیدنا معاذ بن جبلؓ، سیدنا زید بن حارثؓ اس منصب کے ممتاز رکن رہے۔ ان کے دور میں کی جانے والی نمایاں اصلاحات درج ذیل ہیں۔

محکمہ پولیس کا قیام:

ملک میں امن و امان قائم رکھنے کے لیے "احداث" یعنی پولیس کا محکمہ قائم کیا اس کے افسر کا نام "صاحب احداث" رکھا سیدنا ابو ہریرہؓ کو بحرین کا "صاحب احداث" مقرر کیا تو ان کو ہدایت کی کہ امن و امان قائم رکھنے

کے ساتھ ساتھ احتساب کی خدمات بھی سرانجام دیں
احتساب سے متعلق جو کام ہیں یعنی ناپ تول چیک
کرنا، تجاوزات دکان بنانا، شراب کی اطلاع پر کاروائی اور
جانوروں پر بوجھ ڈالنا جیسی ضروری خدمات
بھی محتسب احوال کے ذمہ تھی۔ آپ سے پہلے عرب
میں جیل کا رواج نہ تھا آپ نے مکہ معظمہ میں
صفوان بن امیہ کا مکان چار ہزار درہم میں خرید
اور جیل کے لئے مختص کیا اور بعد میں دوسرے اضلاع
میں بھی جیل قائم کیں۔ جلاوطنی کی سزا بھی آپ
کی ایجاد ہے۔ ابو محجن ثقفی کو بار بار شراب پینے
کے جرم میں جلاوطن کر کے ایک جزیرہ میں بھیج دیا۔

بیت المال کا قیام:

حضرت عمرؓ کے دور حکومت
میں بیت المال کا قیام ہوا۔ حضرت ابوبکرؓ نے ایک
مکان بیت المال کے لئے خاص کر دیا تھا لیکن کبھی کچھ
وہاں خزانہ یا مال نہ رکھا آپؓ کی رحلت کے بعد
جب بیت المال کھولا تو وہاں صرف ایک درہم تھا
کیونکہ مال کو فوراً تقسیم کر دیا جاتا اور بیت المال
میں رکھنے کی نوبت ہی نہ آتی۔ حضرت عمرؓ نے
۱۵ ہجری میں مستقل خزانہ کی ضرورت محسوس
کرتے ہوئے بیت المال کی منظوری دی اور
مدینہ میں ایک بہت بڑا خزانہ قائم کیا۔ بیت المال
کے حساب کتاب کے لئے رجسٹر بنوائے گئے۔ صوبہ جات

CamScanner

اور اضلاع میں آمدنیوں کی جو رقم آتی تھی وہ وہاں کے سالانہ مصارف کے سال کے اختتام پر صدر خزانہ یعنی مدینہ کے بیت المال میں منتقل کر دی جاتی تھی۔

انفراسٹرکچر کی تعمیر:

اسلام کا دائرہ کار وسیع ہونے کے باعث وہاں تعمیر کی ضرورت بھی بڑھتی گئی۔ رہائش کے لیے سرکاری عمارتیں تعمیر ہوئی۔ رفاہ عامہ کے لیے سڑکیں، پل اور مسجد کی تعمیر، فوجی ضروریات کے لحاظ سے چھاؤنیاں، مسافروں کے لیے مہمان خانے تعمیر کیے گئے۔ خزانہ کی حفاظت کے لیے بیت المال کی عمارت شاندار اور مستحکم بنائی جاتی تھی۔ سیدنا عمرؓ نے 17 ہجری میں مکہ سے مدینہ منورہ جانے والی سڑک پر چوکیاں، سرائیں اور چشمے تعمیر کرائے۔ زراعت کی ترقی کے لیے نہریں کھدوائیں اور کچھ نہریں میٹھے پانی کی فراہمی کی غرض سے بھی تعمیر کی گئی۔

فتح العراق کے حوالے سے اہم فیصلہ:

شام، ایران اور عراق وغیرہ کی فتح پر ان علاقوں کو فوج کی تحویل میں دینے پر مختلف رائے سامنے آئی۔ اس کے لیے حضرت عمرؓ کا رائے تھی کہ زمین ریاست کی حکومت اور باشندوں کے قبضے میں رہنے دی جائے۔ سیدنا علیؓ، سیدنا عثمان اور سیدنا طلحہ بھی آپ کے

مسائل سے متفق تھے۔ سیدنا عمرؓ نے ٹیکس کے نظام میں بھی تبدیلیاں کی۔ غیر ملکی تجارت پر ۱۰ فیصد ٹیکس لگایا اور تجارتی گھوڑوں پر بھی زکوٰۃ نافذ کی گئی۔

محکمہ ریکارڈ کا قیام:

حضرت عمرؓ کا دورِ حکومت نے بہت سے ادارے کو متعارف کروایا اس میں دیوان بھی شامل ہے اس کی وجہ یہ تھی کہ ایک فوجی مہم کی روانگی کے وقت ہرمزان نے یہ سوال پوچھا کہ مال کی تقسیم کے وقت اگر کوئی نہ پہنچ سکا تو اس کی بابت کیسے جانیں گے تو حضرت عمرؓ نے حضرت علی ابن ابی طالبؓ سے مشورہ کیا کہ "ایک سال میں جمع ہونے والا مال لوگوں میں تقسیم کر دیں اور اس میں سے کچھ بھی نہ چھوڑیں۔"

اختتامیہ:

حاصل بحث یہ ہے کہ حضرت عمرؓ کے دورِ حکومت میں بہت سی اصلاحات ہوئیں جن سے ایک باشعور معاشرے کی تشکیل ہوئی اور ریاست میں انصاف اور مسائل کا حل کا نظام منظم ہوا نیز اس میں بیت المال کے قیام نے مسلم ریاست کو مالی امداد کی فراہمی کی اور تعمیرات کی رو سے ایک جدید معاشرے کی عکاسی ہوتی ہے۔ خلیفہ دوم کی کی اصلاحات آج بھی ہمارے لیے نمونہ ہیں اور ان کی پیروی کی جاتی ہے

تعارف:

سرکاری افسران ریاست کے نمائندے کی حیثیت سے کام کرتے ہیں ان کے اور ریاست کے درمیان ایک معاہدہ ہوتا ہے جس پر حلف اٹھا کر افسران دستخط کرتے ہیں۔ اس حلف اور اقرار میں کچھ چیزیں نمایاں ہوتی ہیں اور کچھ پوشیدہ رکھی جاتی ہیں۔
سرکاری افسران عوام کی خدمت پر مامور ہوتے ہیں ان میں معاملات میں دیانتداری یعنی خیانت سے پرہیز، اقربا پروری سے پرہیز، قومی وسائل کی حفاظت، جھوٹ سے احتراز، انصاف کی فراہمی، ملکی وفاداری کو ترجیح دینا، نظام مملکت کی بہتری کے لئے کوشاں رہنا، لسانی، مذہبی اور علاقائی عصبیت سے اجتناب جیسی خصوصیات کی موجودگی انھیں ان کے فرائض کو پورا کرنے کے قابل کرتی ہے۔

معاملات میں دیانتداری:

سرکاری افسران کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ ہر معاملے میں دیانتداری سے کام لیں خواہ وہ دفتر میں وقت پر پہنچنا اور اپنا کام ایمانداری سے کرنا ہو یا پھر مالی معاملات میں دیانتداری کرتے ہوئے چوری،

یا رشوت ستانی جیسی برائیوں سے دور رہنا ہو۔ حضرت محمد ﷺ کے لئے دیانتداری کی اعلیٰ مثال ہیں لوگ انھیں صادق و امین کہا کرتے تھے حالانکہ ان کی سخت مخالفت کے باوجود اپنی امانتیں ان کے پاس رکھواتے تھے ہجرت مدینہ کے موقع پر آپ نے ان امانتوں کی واپسی کا کام حضرت علیؓ کے ذمہ لگایا اور خود حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ ہجرت کے لیے روانہ ہو گئے۔

اقربا پروری سے اجتناب:

اقربا پروری سے مراد ہے میرٹ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اپنے رشتے داروں کو فائدہ پہنچانا۔ یہ فعل اداروں میں عام ہے جس کی وجہ سے ادارے ناقص کارکردگی دکھاتے ہیں کیونکہ ان میں اہل لوگوں کی کمی ہے خلفائے راشدین نے اقربا پروری سے نہ صرف منع کیا بلکہ اپنے کسی بھی رشتے دار کو سرکاری امور میں اہمیت نہ دی۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے بیٹے حکومت میں کبھی نہ آئے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اپنے رشتے داروں سے املاک چھین لی جو انھوں نے غیر قانونی طریقے سے قبضے میں لے رکھی تھیں۔

قومی وسائل کی حفاظت:

قومی وسائل کی حفاظت ذاتی املاک سے بڑھ کر ہونی چاہیے

اس لیے ذاتی مال سے اگر کوئی کمی بیشی ہو جائے تو اس کی معافی ہو سکتی ہے لیکن اجتماعی مال میں کمی کی صورت میں کڑا احتساب ہے۔ اسلامی تاریخ میں ایسے صالح حکمران بھی ملتے ہیں جو ذاتی گفتگو کے وقت سرکاری چراغ کو گل کر دیتے تھے۔

جھوٹ سے احتراز:

جھوٹ برے اخلاق کی جڑ ہے آپ سے پوچھا گیا کہ کیا مومن بخیل ہو سکتا ہے تو آپ نے فرمایا "ہاں" پھر پوچھا گیا کیا مومن جھوٹا ہو سکتا ہے تو آپ نے فرمایا نہیں۔ یعنی سرکاری افسران کی ذمہ داریوں میں سے جھوٹ سے پرہیز بھی بہت ضروری ہے۔

منصب کا درست استعمال:

سرکاری افسران کو چاہیے کہ خود بھی اپنے منصب کا احترام کریں اور کوئی ایسا کام سرزد نہ کریں جو ان کے لیے ناجائز ہو۔ انہیں چاہیے کہ وہ خود بھی اپنے منصب کا خیال کریں نہ تو خود اس سے ناجائز فائدہ اٹھائیں اور نہ ہی اپنے رشتے داروں کو اس سے کوئی ناجائز فائدہ اٹھانے دیں کیونکہ اس کی پوچھ گچھ اور حساب افسران کو ہی دینا ہو گا۔

لسانی، مذہبی، علاقی عصبیت سے اجتناب:

سرکاری افسران کو اپنے ماتحت عوام کو برابری کا درجہ دیتے ہوئے ان سے منصفانہ سلوک کرنا چاہیے۔ کسی بھی فرد کو اس کی زبان، مذہب یا علاقائی اہمیت ہونے کی وجہ سے مراعات دینے سے پرہیز کرنی چاہیے۔ حضرت محمدؐ نے خطبہ حجۃ الوداع میں فرمایا کہ:

"کسی عربی کو عجمی پر اور کسی گورے کو کالے پر کوئی فوقیت حاصل نہیں سوائے تقویٰ کے۔"

نظامِ مملکت کی بہتری کے لئے کوشاں رہنا

سرکاری ملازمین کو ہر دم ملک یا ریاست کی ترقی کے لیے سرگرم رہنا چاہیے۔ اس سے عوام کے لئے آسانیاں پیدا ہوں گی جو ریاست کے نظام کو مزید بہتر کرتی ہیں۔ اس امر کے لیے خلفائے راشدین کی مثالی کوششیں ہمارے لئے عملی نمونہ ہیں۔

اختتامیہ:

بحث کا حاصل یہ ہے کہ سرکاری ملازمین کو اپنے اندر احساس ذمہ داری رکھنی چاہیے کہ کس طرح سے اُن کی کوشش ایک ریاست کو فلاحی ریاست میں تبدیل کرتی ہیں اور ان کے فرائض کی تکمیل ایک منظم اور فلاحی ریاست کے لیے کارآمد ثابت ہو سکتی ہیں۔